اسی پہ برق گری جو شجر پرانا تھا

مولانا شفیق احمد خان بسوی

دارالعلوم دیوبند کے شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ابھی حال ہی میں انتقال ہوا، ان کے مختصر حالات زندگی پر ایک نظر

اس دنیائے آب وگل میں ان گنت آئے اور چلے گئے، کچھ ایسے تھے جو جانے کے بعد بالکل ہی فراموش ہو گئے کہ انہیں یاد کرنے والے یا تو بہت ہی کم ہیں یا پھر ہیں ہی نہیں اور کچھ ایسے لوگ تھے جو جانے کے بعد بھی لوگوں کی محفلوں میں موضوع سخن بنے رہتے ہیں، گویا کہ وہ اپنی یادوں کے سہارے دنیا والوں میں زندہ وپائندہ رہتے ہیں، بس اتنا سا فرق ضرور ہے کہ بعض لوگ اپنے اچھے اور نیک اعمال کی بدولت اچھے عنوان سے یاد کیے جاتے ہیں اور لوگوں کی زبان پر ان کا جب بھی تذکرہ آتا ہے تو خیر کے الفاظ کے ساتھ آتا ہے، لوگ دعائیہ کلمات سے انہیں یاد کرتے ہیں بلکہ بعض اہم کردار وعمل کے حامل اور لائق تحسین وتکریم خدمات وکارناموں کے مالک لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں کہ ان کے تذکرے کے لئے بڑے بڑے اجلاس منعقد کیے جاتے ہیں، ان کے حالات زندگی پر مضامین، مقالے، منظوم کلام ومرثیے بلکہ پوری پوری ضخیم کتابیں بھی مرتب کر دی جاتی ہیں۔

اس کے برعکس کچھ لوگ برے اور سیاہ کارناموں سے متصف لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ ان کے جانے کے بعد دنیا انہیں یاد تو کرتی ہے مگر نہایت ہی نفرت، کراہت، ناگواری بلکہ بددعا کے ساتھ یاد کرتی ہے، یہاں تک کہ ان کی باقیات وپسماندگان کو بھی اچھی نگاہ سے نہیں دیکھا جاتا۔

اچھے عمدہ اور قابل فخر کارناموں پر مشتمل زندگی بلکہ قابل صد رشک اعمال سے بھرپور حیات گزار کر جانے والوں میں دارالسلام دیوبند کے سب سے طویل المیعاد شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ بھی ہیں جنہوں نے پوری زندگی علم وعمل سے بھرپور بلکہ معمور گزاری اور تقریباً چورانوے سال کی عمر میں وفات پائی۔

حضرت مرحوم کی پوری زندگی علمی وعملی خوبیوں اور کرامات سے لبریز نظر آتی ہے، حضرت کی زندگی پر یہ چند سطریں اختصار کے ساتھ معلومات عرض کرنے کے لئے قلمبند کی جارہی ہیں۔

ولادت: بلند شہر صوبہ یوپی انڈیا کے معروف قصبہ گلاوٹھی میں آپ کا خاندان آباد تھا جو کہ ایک دیندار اور علمی خاندان تھا جس

میں نہایت جید قسم کے علماء صلحاء پیدا ہوئے، حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ اسی قصبہ گلاوٹھی میں ۱۳۳۵ھ مطابق ۱۹۱۶ء میں پیدا ہوئے۔

تعلیم وتربیت: اسی قصبہ گلاوٹھی میں حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کا قائم کیا ہوا مدرسہ منبع العلوم تھا، جہاں آپ نے از ابتداء تا دورۂ حدیث پورے درس نظامی کی تعلیم مکمل حاصل فرمائی اور ۱۳۶۲ھ میں فراغت پائی، اس کے بعد حضرت دارالعلوم دیوبند تشریف لے گئے اور دوبارہ دورۂ حدیث شریف پڑھا، اس طرح صحاح ستہ اور دیگر کتب احادیث کی تعلیم دوبارہ حاصل فرمائی اور دارالعلوم دیوبند سے بھی فراغت کی فضیلت حاصل ہوئی، دارالعلوم دیوبند سے فراغت کا سن ۱۳۶۳ھ ہے۔

آغاز تدریس: آپ کی خوبیوں اور صلاحیتوں کی وجہ سے ارباب دارالعلوم دیوبند نے آپ کو فراغت کے فوری بعد اعزازی مدرس کے طور پر رکھ لیا اور عرصہ تین سال تک آپ اعزازی طور پر مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں ابتدائی درجات کتب پڑھاتے رہے، اور پھر تین سال کا عرصہ گزرتے ہی آپ کا تقرر مستقل مدرس کے طور پر کرلیا گیا۔

حضرت رحمتہ اللہ علیہ کا ایک خاص امتیاز یہ رہا ہے کہ دارالعلوم دیوبند میں درس نظامی کے درجۂ اولیٰ سے آپ نے تدریس شروع فرمائی اور ابتدائی مرحلہ میں نورالایضاح وغیرہ کے اسباق پڑھائے اور رفتہ رفتہ آپ نے ارتقائی منازل طے کیں اور درس نظامی کے تمام مراحل کی کتب پڑھاتے پڑھاتے بخاری شریف کی تدریس کے مرحلہ تک پہنچے اور اس حوالے سے ایک قابل ذکر بلکہ قابل رشک اور قابل اقتداء بات یہ رہی کہ جب سے آپ تعلیم حاصل کرکے فارغ التحصیل ہوئے تب سے آپ کا یہ معمول تھا کہ قرآن کریم کی روزمرہ تلاوت کے علاوہ بخاری شریف کی تلاوت کا بھی اہتمام فرماتے تھے اور ایک موقع پر ارشاد فرمایا کہ سال بھر میں محض تلاوت کرکے پوری بخاری شریف کا دوبارہ ختم کرلیا کرتا ہوں، اور پھر بخاری شریف سے اس والہانہ محبت کی برکت یہ ہوئی کہ آپ کو ازہر ہند دارالعلوم دیوبند کے مسند پر تدریس بخاری کا موقع عطا ہوا۔

اور ابھی انتقال کے موقع پر یہ معلوم ہوا کہ حضرت رحمتہ اللہ علیہ جب کہ بخاری شریف کا سبق پڑھانا تقریباً آٹھ ماہ قبل ہی وقوف فرما چکے تھے اور اس عظیم منصب ومقام کے لئے دارالعلوم دیوبند کے مایہ ناز اور ہر دل عزیز استاد حضرت مولانا مفتی سعید صاحب پالن پوری مدظلہ کا انتخاب فرما کر اپنا سبق ان کے حوالے فرمادیا تھا کہ آگے آپ ہی سبق جاری رکھیں، چنانچہ حضرت ی صاحب مدظلہ نے بخاری کا سبق شروع فرمادیا اور اب باضابطہ مجلس شوریٰ دارالعلوم دیوبند نے شیخ الحدیث کے منصب کے ے حضرت مفتی صاحب مدظلہ کا تعین فرمادیا ہے۔ تو حضرت رحمتہ اللہ اپنی پیرانہ سالی اور ضعف کی بنا پر گو کہ تدریس بخاری ف فرما چکے تھے مگر تلاوت بخاری کا معمول مرتے دم تک جاری رہا۔ سبحان اللہ وبحمدہ وسبحان اللہ العظیم۔

غیر تدریسی مصروفیات سے گریز: حضرت الاستاذ مولانا نصیر احمد خان صاحبؒ نے مستقل مزاجی کے ساتھ پوری عملی زندگی دینیہ کے پڑھنے پڑھانے میں گزاری، نہ آپ نے کبھی خانقاہی محنت فرمائی کہ بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری ہو، اور نہ ہی آپ ، دعوت وتبلیغ کی عملی جدوجہد میں ایسا حصہ لیا کہ راہ دعوت میں مسافرت کا تسلسل ہو، اسی طرح آپ نے مقررین وخطبا کی

طرح جلسے جلوسوں میں بھی شرکت کا مزاج نہیں بنایا کہ اسٹیج پر تشریف لاکر داد خطابت دیں، چنانچہ یہی وجہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ کو عوامی شہرت بہت ہی کم اور خلوص میں مقبولیت زیادہ ملی، آپ رحمہ اللہ کو فقط درس و تدریس سے شغل رہا، چنانچہ یکسوئی کے ساتھ مادر علمی دارالعلوم دیوبند ہی میں تقریباً ۶۵ سال تک تدریس کی خدمت انجام دی جو ایک ریکارڈ ہے، اس سے قبل حضرت حکیم الاسلام مولانا قاری محمد طیب صاحب رحمہ اللہ کے بارے میں ہم سنتے رہے کہ تسلسل کے ساتھ دارالعلوم دیوبند کی خدمات کے ساتھ تقریباً ساٹھ سال تک وابستہ رہے، جس میں اہتمام کا منصب آپ کے پاس رہا اور یہ طویل دورانیہ ایک ریکارڈ تھا، مگر حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ کی مدت خدمات اس سے بھی زیادہ طویل ہے۔

سب سے کثیر الافادہ شیخ الحدیث: دارالعلوم دیوبند کی پونے دوسو سالہ تاریخ میں بڑے بڑے جبال علم قسم کے اساتذہ و مشائخ حدیث گزرے جن میں حضرت نانوتویؒ، شیخ الہندؒ، علامہ کشمیریؒ، حضرت مدنیؒ اور مولانا فخر الدینؒ جیسے باکمال و یگانہ روزگار محدثین شامل ہیں، مگر حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ کے تلامذۂ حدیث یعنی آپ رحمہ اللہ سے بخاری شریف پڑھنے والوں کی تعداد سب سے زیادہ ہے، دارالعلوم دیوبند کی تاریخ میں آپ رحمہ اللہ سب سے زیادہ کثیر الافادہ شیخ الحدیث ثابت ہوئے۔ اس کی ایک وجہ یہ ہے کہ آپ رحمہ اللہ نے دارالعلوم میں بخاری شریف کا درس چونتیس سال تک دیا، جبکہ دوسری وجہ یہ ہے کہ آپ کے دور میں دورۂ حدیث کے طلبہ کی تعداد پہلے حضرات کے ادوار کے مقابلہ میں کئی گنا زیادہ ہوتی تھی، چنانچہ ہم نے یہی سنا ہے کہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنیؒ جو اپنے دور کے یگانہ روزگار شیخ الحدیث سمجھے جاتے تھے ان کے زیر درس طلبہ کی تعداد ڈھائی تین سو سے زائد نہیں ہوتی تھی جبکہ اب دارالعلوم میں دورۂ حدیث میں شریک طلبہ کی تعداد ہزار سے بھی متجاوز ہوتی ہے۔ حضرت رحمہ اللہ کا انداز تدریس نہایت منظم اور سلجھا ہوا تھا، مقصد سے زیادہ گفتگو نہیں فرماتے تھے، انداز گفتگو نہایت فصیح و بلیغ تھا اس پر مستزاد آپ کی گرج دار آواز آپ کی شان گفتگو میں زور و تاثیر پیدا کرتی، بخاری شریف کے درس کا آغاز ۱۳۹۷ھ سے فرمایا اور ۱۴۳۱ھ تک جاری رہا۔ میری آنکھوں نے مادر علمی دارالعلوم دیوبند میں حضرت رحمہ اللہ کو مسلسل نو سال تک دیکھا اور اس کے بعد بھی متعدد مرتبہ دیوبند حاضری کا موقع ہوا تو حضرت کو دارالعلوم میں سبق کے لئے تشریف لاتے ہوئے ایک ہی انداز پر دیکھا کہ شیروانی، سفید دو کلی ٹوپی جو قدرے بلند ہوتی، سفید شلوار اور نفیس قسم کے جوتے اور ہاتھ میں چھڑی، آنکھوں پر ایک سادہ چشمہ یہ آپ کی ظاہری ہیئت تھی، قد اونچا، رنگ گوا گندمی مائل، پورے چہرے کو خوبصورت بھر کلہ داڑھی نے سجایا ہوا، مونچھیں سنت کے مطابق نہایت پست کی ہوئی، آپ کا جسم معتدل و صحت مند آپ نہ بالکل پتلے اور نہ بہت بھاری بھر کم تھے، گویا کہ آپ ایک اچھی صحت مند نسل کے بہترین انسان تھے آپ نے کل تقریباً چھیانوے سال کی عمر بابرکت پائی۔

اخلاق و مزاج: آپ نہایت کم گو، صاف ستھری طبیعت اور سنجیدہ مزاج کے آدمی تھے، اخلاق میں بلند اقداری، برتاؤ میں ہر مخاطب کی قدر و منزلت کی رعایت، اور ہر شخص سے مثبت انداز گفتگو اختیار فرماتے تھے، آپ کے مثبت رویے اور ہر دلعزیزی کا اس سے بہت واضح طور پر اندازہ ہوتا ہے کہ حضرت کی زندگی میں دارالعلوم میں متعدد بار انقلابات آئے اور پورا دارالعلوم واضح طور

پر دو گروہوں میں تقسیم ہو گیا تھا، مگر حضرت رحمہ اللہ کی بصیرت دیکھئے بلکہ کرامت کہئے کہ آپ ۸۱/۸۰ء کے ہنگامہ خیز انقلاب میں کسی بھی گروہ میں نہ تو شامل ہوئے، نہ دارالعلوم سے علیحدہ ہوئے اور دونوں گروہوں میں سے کسی بھی گروہ نے آپ سے ناراضگی یا مخالفت نہیں کی، میں سمجھتا ہوں کہ واحد حضرت ہی کی شخصیت تھی جس نے ان ہنگاموں میں بھی استقامت کے ساتھ دارالعلوم سے اپنا تعلق برقرار رکھا، اور کسی ایک گروہ میں نمایاں طور پر شامل بھی نہ رہے اور طرفین میں یکساں طور پر مقبول ومحبوب رہے، یہی وجہ ہے کہ حضرت کی زبان سے کبھی کسی کے بارے میں منفی بات نہیں سنی گئی، یہ واقعی ایک بڑی کرامت ہے۔

مناصب: آپ علیہ الرحمۃ ۱۳۹۱ھ سے نائب مہتمم دارالعلوم کے منصب پر فائز رہے، آخر میں جب حضرت مولانا معراج الحق صدیقی صاحب رحمہ اللہ کا انتقال ہوا جو کہ صدر المدرسین کے منصب پر فائز تھے، تو ان کی جگہ پر صدر المدرسین کے طور پر حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ کا تقرر کیا گیا اور نہایت اہتمام کی ذمہ داری کسی دیگر استاد کو سونپ دی گئی۔

علم ہیئت میں مہارت: مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ اوقات نماز اور طلوع وغروب اور سحر وافطار کا سالانہ نقشہ حضرت ہی بنایا کرتے تھے جس کو دارالعلوم کی مسجد میں خطاط سے لکھوا کر آویزاں کیا جاتا تھا، وجہ یہ ہے کہ حضرت علم ہیئت میں مہارت رکھتے تھے اس لئے نقشۂ اوقات نماز کی ترتیب آپ رحمہ اللہ ہی دیا کرتے تھے، اور میں نے اپنے والد مرحوم مولانا نوازش علی خاں صاحب رحمہ اللہ سے یہ بات سنی اور بار بار سنی تھی کہ حضرت مولانا نصیر احمد خاں صاحب رحمہ اللہ بلند شہری پہلے ہی سے دارالعلوم میں درجات عالیہ کے نہایت مؤقر استاد تھے اور وہ علم ہیئت میں بڑی مہارت رکھتے تھے، غالباً بڑے بھائی کی رہنمائی واتباع میں یہ مہارت آپ رحمہ اللہ کے حصے میں بھی آئی۔

پسماندگان: حضرت علیہ الرحمۃ تو دارالعلوم دیوبند میں تقرر کے بعد سے دیوبند ہی کے ہو کر رہ گئے تھے، آپ کے گھر کے قریب لال مسجد ہے، اسی میں پابندی سے نمازیں ادا فرماتے تھے، تا آنکہ وہ مسجد "حضرت خاں صاحب والی مسجد" کے نام سے معروف ہو گئی، بہرحال آپ کی اولاد میں سے علمی اعتبار سے تو کوئی فرزند میراث پدری کا حامل نہ ہو سکا، تاہم روایتی شرافت، خاندانی قدروں اور رکھ رکھاؤ میں سب ہی اچھے لوگ ہیں، آپ کے پانچ صاحبزادے اور غالباً تلامذہ آپ کے پسماندگان میں ہیں اور بالواسطہ شاگردوں کی تعداد بلا مبالغہ لاکھوں میں ہوگی جو ہندو پاک کے علاوہ باقیات صالحات میں سے ہیں اور آپ کا بہترین صدقہ جاریہ ہے، اللہ رب العزت آپ رحمہ اللہ کو تا قیامت یہ ثواب جاری فرمائے، آمین۔ اس وقت دارالعلوم دیوبند میں تدریسی شعبہ میں مشغول اساتذہ کی اکثریت حضرت رحمہ اللہ کے تلامذہ میں سے ہے۔

سفر آخرت: آپ کا انتقال بروز جمعرات مورخہ ۴ فروری ۲۰۱۰ء کو ہوا، آپ کی نماز جنازہ دارالعلوم کے احاطۂ مولسری میں حضرت مولانا قاری محمد عثمان صاحب منصور پوری مدظلہ نے پڑھائی، آپ کے جنازہ میں ہزاروں افراد کی شرکت رہی، آپ کو مزار قاسمی میں بزرگان دارالعلوم کے پہلو میں دفن کیا گیا، اللہ رب العزت آپ کی قبر پر بے پایاں رحمت نازل فرمائے، اور جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائے۔ آمین ☆